عہد نبوی ﷺ میں غیر مذہبی علوم کی تعلیم

از: ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

ایسوسی ایٹ پروفیسر، مدیر فکر ونظر

ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

غیر مذہبی علوم سے میری مراد لا مذہبی نہیں، کہ کچھ علوم ایسے ہیں جو مذہب سے متصادم ہیں اور عہد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی سرپرستی میں ان علوم کی نشو ونما کی گئی اور انہیں پروان چڑھایا گیا۔ علم کا اطلاق مفسرین کی تصریحات کے مطابق تمام موجودات عالم اور تمام مظاہر فطرت کے نام اور اُن کے آثار وخواص کا علم ہے۔ کسی چیز کا اسم اس کی علامت ہوتی ہے (اسم الشيئ علامته) اسم کے اصل معنی ہیں جس سے کسی شئے کی ذات معلوم کی جاسکے، الاسم ما یعرف به ذات الشی.[1] اور یہ شناخت ممکن نہیں جب تک کہ اعراض، خواص، آثار کا علم بھی ساتھ ساتھ نہ ہو۔ یہ تو لفظی معنی ہوئے۔ آیۃ کی تفسیر میں محققین نے مراد معلومات اشیاء سے لی ہیں اور اسماء کے ساتھ مسمّیات اور ذوات وخواص اشیاء کو شامل کیا ہے اور اشیاء کے اسماء سے مراد ان کے آثار وخواص کا علم لیا ہے۔ گویا سارے علوم تکوینی آدم و بنی آدم کو ودیعت کر دیئے گئے ہیں۔[2]

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی تحریر فرماتے ہیں:

" الھمة معرفة ذوات الاشیاء وخواصها واسماء ها واصول العلم وقوانین الصناعات و کیفیة آلاتها"[3]

ترجمہ:

آدم کواس نے چیزوں کی ہستیاں، اُن کے خواص، اُن کے نام، علم کے اصول، آدم کواس نے چیزوں کی ہستیاں، اُن کے خواص، اُن کے نام، علم کے اصول، صنعتوں کے قوانین اور صنعتوں میں استعمال ہونے والے آلات کی کیفیات (غرض سب کچھ الہام کر دیا)۔[۳]

شیخ طنطاوی جوہری تحریر فرماتے ہیں:

"والهمة المعرفة والاختراع وسائر الصناعات".

ترجمہ: اوراس (اشیاء کی) معرفت، ایجادواختراع اور تمام صنعتیں الہام کردیں۔[۴]

علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ اپنی تفسیر میں "وعلم آدم الأسماء" کی آیۃ مبارکہ کے تحت مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس سے علوی وسفلی اور جوہری وعرضی ہر اعتبار سے تمام موجودات عالم مراد ہیں:

"وقيل المراد بها اسماء ما كان وما يكون إلىٰ بوم القيامة، و عزيابن عباسؓ وقيل اللغات وقيل اسماءُ الملائكه، وقيل اسماء النجوم وقال الحكيم الترمذى: اسماؤ ه تعالىٰ. وقيل وقيل وقيل. والحق عندى ما عليه اهل اللّٰه تعالىٰ وهو الذى يقتضيه منصب الخلافة الّذى علمت، وهو انّها اسماء الاشياء علوية أو سفلية جوهرية أو عرضية. ويقال لها اسماء اللّٰه تعالىٰ عندهم باعتبار دلالتها عليه. وظهوره فيها غير متقيد بها ولهذا قالُوا ان اسماء اللّٰه تعالىٰ غير متناهيه.

ترجمہ:

اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ان تمام چیزوں کے نام ہیں جو واقع ہوچکی ہیں اور جو قیامت تک واقع ہونے والی ہیں اور اس قول کی نسبت حضرت ابن عباسؓ کی طرف کی گئی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد زبانیں ہیں۔ ایک قول ہے مراد فرشتوں کے نام ہیں، ایک قول ہے کہ اس سے مراد ستاروں کے نام ہیں اور حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ اس سے مراد اسماءِ الٰہی ہیں۔ اسی طرح کے

اور اقوال بھی مروی ہیں اور میرے نزدیک حق بات وہی ہے جس پر اہل اللہ قائم ہیں اور وہ وہی چیز ہے جو منصب خلافت کی مقتضی ہے، اور وہ ہے: تمام چیزوں کے نام خواہ وہ علوی ہوں یا سفلی، جوہری ہوں یا عرضی اور انہی چیزوں کو دیگر اقوال کے مطابق اسماء اللہ بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ چیزیں اس کے وجود وصفات پر دلالت کر رہی ہیں اور یہ اسماء وصفات ان میں ظاہر ہو رہے ہیں مگر انہی میں مقید نہیں ہیں، اسی وجہ سے کہا گیا کہ اسماءِ الٰہی بے پایاں ہیں'' ۵ؔ

اس وضاحت کے بعد مقصود یہ ہے کہ وہ علوم دنیوی جن کا براہ راست دینی عقائد وتعلیمات سے تعلق نہیں ان کی تعلیم وتربیت پر بھی آنحضرت ﷺ نے خصوصی توجہ فرمائی۔

علم یعنی حقائق اشیاء کا انکشاف جیسی کہ وہ ہیں اسلام کی نظر میں بہت اہمیت رکھتا ہے، روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو دعائیں خاص طور پر مانگا کرتے تھے ان میں یہ دعا بھی ہوتی تھی۔

''اللھم ارنی حقائق الاشیاء کما ھی''.

یہی وجہ ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر نے اگر ایک طرف علم کو اپنی خدائی صفت قرار دے کر سراسر حکمت بالغہ پر مبنی کائنات اور اس کے محکم نظام کو اپنی خلاّقی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے تو دوسری طرف اس نے اپنے مقرب ترین بندوں کو علم سے نواز کر دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔قرآن مجید میں مذکور تخلیق آدم کے واقعہ پر توجہ فرمائیں، ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ پر فضیلت ان کے علم اشیاء کی وجہ سے عطا ہوئی، ''وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا''. آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام کی تعلیم دی اور اس کو حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کی دلیل گردانا، ترمذی شریف کی حدیث ہے، سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''الكلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو احق بها'' ٦ؔ

ترجمہ:

(حکمت اور دانائی کی بات مسلمان کی گمشدہ پونجی ہے، جہاں بھی اور جیسے بھی اس کو ملتی ہے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے)

حضرت علیؓ کا قول ہے:

"العلم ضالة المومن فخذوه ولو من المشركين ولا يانف ان يا خذ الحكمة ممن سمعها منه"[7]

ترجمہ:

علم مومن کی گمشدہ پونجی ہے۔ اس کو حاصل کر کے رہو چاہے مشرکین ہی سے حاصل کرو، تم میں سے کوئی شخص ہر اس شخص سے جس سے تم حکمت کی کوئی بات سنو قبول کرنے میں عار نہ محسوس کرے۔

ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفے ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید "جامع الحکم" ہے اور یہ قرآن کا اپنا قائم کیا ہوا دعویٰ ہے:

﴿ مَافَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ﴾[8]

(ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہ رہنے دی)

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ ﴾[9]

(ہم نے تم پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان موجود ہے)

چنانچہ تعلیم قرآن اور اس میں بیان کئے گئے علوم سے آگاہی طالبان حق کا مقصد اولین قرار پایا۔

حصولِ علم اور ذرائع علم کو اسلام میں جو اہمیت حاصل ہے اس کا مزید اندازہ نبی اکرم ﷺ کے اسی فیصلے سے کیجئے، غزوہ بدر کے جو قیدی فدیہ دے کر رہائی حاصل نہ کر سکتے تھے، ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے۔

حضور ﷺ نے صرف ان علوم یعنی علم الشرائع اور علم العقائد کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں فرمائی بلکہ وہ علوم جن کا مذہب سے براہ راست اور بظاہر کوئی تعلق نہیں یعنی جن کے سیکھے بغیر بھی انسان ایک کامل و مکمل مسلمان ہو سکتا ہے خاطر خواہ توجہ فرمائی بلکہ سرپرستی فرمائی اور آپ کے نور نبوت سے مستنیر ہونے والے تلامذہ نے مختلف علوم مثلاً علم جغرافیہ، علم طب، علم فلکیات، علم حساب وغیرہ میں اپنے علم و فضل کے وہ جوہر دکھائے کہ آج بھی تاریخ اسلام ان پر نازاں و فرحاں ہے۔ دورِ فاروقی میں مصر کی سروے رپورٹ بھیجنے والے ماہر جغرافیہ دان حضرت عمرو بن العاصؓ بارگاہ نبوت ہی کے فیض یافتہ تھے، آپؓ کی بھیجی ہوئی

رپورٹ جب حضرت عمرؓ نے ملاحظہ فرمائی تو بے اختیار پکار اٹھے اے عاص کے بیٹے خدا تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے، تم نے ایسی رپورٹ بھیجی ہے جیسے میں خود مصر کو دیکھ رہا ہوں۔

علم کی ترقی دوسرے غیر مذہبی علوم اور دیگر ماہرین فنون سے استفادے کے لئے مختلف زبانوں سے واقفیت بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ فرما کر کہ علوم قرآن وحدیث کو جاننے کے لئے عربی زبان کا جاننا کافی ہے، دوسری زبانوں کی تعلیم غیر ضروری قرار نہیں دی۔ بلکہ ان کے حصول کی سرپرستی فرمائی، چنانچہ حضرت زید بن حارثؓ جو دربار رسالت کے کاتب تھے، فارسی، حبشی، عبرانی اور رومی زبانوں کو لکھنے اور بولنے کی مہارت تامہ رکھتے تھے، چنانچہ ان ممالک سے جو خط وکتابت ہوتی تھی وہ انہی کی زبان میں ہوتی تھی۔ ایک اور مقتدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے متعلق بھی مشہور ہے کہ کثیر زبانیں جانتے تھے اور بعض نے یہاں تک لکھا ہے کہ ان کے پاس ایک سو غلام ایسے تھے، جن میں سے ہر ایک سے اس کی زبان میں گفتگو کر لیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کو جہاں فقہ اور دیگر اسلامی علوم میں غیر معمولی درک حاصل تھا وہاں وہ ادب، شاعری اور علم طب پر بھی نظر رکھتی تھیں۔

سّید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"علموا ابناء کم السباحة والرمی والفروسية"[10]

(اپنے بچوں کو تیرنا اور نشانہ بازی اور گھڑ سواری سکھاؤ)

اس ارشاد رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں یہ بات واضح تر ہو جاتی ہے کہ ہر مفید علم وفن کا حصول مسلمان کے لئے لازمی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ عہدِ نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جن مختلف علوم میں کمال حاصل کیا ان کا گو براہِ راست مذہب سے تعلق نہیں تھا تاہم دینی معاملات میں بصیرت حاصل کرنے کے لئے ان کو ضروری گردانا گیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب "عہد نبوی میں نظام حکمرانی،، میں رقمطراز ہیں کہ قرآن وحدیث کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ آپ نے حکم دیا تھا کہ نشانہ بازی، پیراکی، ریاضی، طب، علم ہیئت، علم انساب وغیرہ کی تعلیم دی جایا کرے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں متعدد عنوانات کے تحت ان تمام علوم کی تفصیل بیان کی ہے۔

سّیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک تقریر میں جہاں دیگر صحابہ کرامؓ کے علمی فضائل بیان کیئے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر مالیات کے متعلق معلوم کرنا ہو تو مجھ سے پوچھو۔

خالص دینی علوم کے علاوہ حضور علیہ السلام نے اپنے زمانے کے رائج الوقت مفید علوم کے سیکھنے کی نہ صرف ترغیب دلائی بلکہ اس کی سرپرستی فرمائی، اور ان علوم کے مفید ثمرات سے لوگوں کو مستفید فرمایا، چنانچہ علم طب پر آنحضرت ﷺ نے غایت درجہ توجہ فرمائی، حضورؐ خود امراض کا ادویہ سے علاج فرماتے تھے اور صحابہ بغرض علاج حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔

بخار کے علاج کے لئے ارشاد فرمایا کہ ٹھنڈا پانی ڈالا جائے۔ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہدایت کی گئی کہ بخار کی حالت میں نہر میں بیٹھا جائے آجکل بھی شدت بخار میں سر پر برف رکھی جاتی ہے۔اور سرد پانی میں بٹھایا جاتا ہے۔

جنگ اُحد میں خود آنحضرت ﷺ کے رخسار مبارک میں خود گھس گیا۔ایک صحابی نے دانتوں سے کھینچ کر اس کو نکالا، اسی کوشش میں ان کے بھی کئی دانت ٹوٹ گئے، اور زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق ٹاٹ کا ٹکڑا ڈال کر زخم بھر دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔[۱۱] یہ علاج آج بھی طب مشرق میں خون بند کرنے کی بہترین تدبیر سمجھی جاتی ہے۔آنحضرت ﷺ نے آنکھ دکھنے کی حالت میں حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے منع فرمایا۔[۱۲] جس برتن کا پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کے استعمال سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایسے پانی کے استعمال سے بعض اوقات انسان برص کی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ محض چند مثالیں ہیں۔ ورنہ علوم حدیث کے ماہرین نے طب نبوی پر مستقل ضخیم کتابیں مرتب کی ہیں اور کتب حدیث کے وسیع ذخائر سے تمام ایسی معلومات کنگھال کر نکال دی ہیں، جن میں طب کے جواہر پارے بیان کئے گئے ہیں۔

بلاشبہ علم شریعت ہی علوم کا سرتاج ہے، لیکن دوسرے علوم کا حصول بھی مقتضیات دین میں سے ہے۔ ماہرین علم فلکیات کی سرپرستی فرماتے ہوئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنَّ خیر عباد اللّٰه الذین یراعون الشّمس والقمر و النّجوم لذکر الله"[۱۳]

ترجمہ:

وہ لوگ اللہ کے بہترین بندے ہیں جو چاند، سورج اور ستاروں وغیرہ کا مشاہدہ کرتے ہیں

اور اس سے اللہ کی قدرت انہیں یاد آتی ہے یا اس سے ذکر اللہ کے لئے اوقات کے تعین میں مدد ملتی ہے۔ کسی اور الہامی کتاب میں فطرت کے مطالعے پر اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا قرآن مجید میں مذکور ہے کہ سورج، چاند، سمندر کی موجیں، دن اور رات، چمکتے ستارے، دمکتی فجر، نباتات اور حیوانات غرض کہ ہر چیز قوانین فطرت کے تابع بنائی گئی ہے جس سے اس کے خالق کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا ہے اس لئے مظاہر کائنات میں سے ہر ایک کا تفصیلی اور مفید علم مسلمان طالبان علم کی دینی ضرورت ہے۔

اگر کسی علم کے متعلق یہ کہا جائے کہ اس سے نقصان پہنچتا ہے تو وہ نقصان دراصل اس علم کے غلط استعمال یا کسی اور خارجی سبب کی بناء پر ہوگا، علم اگر حقیقی اور واقعی ہو تو وہ فی ذاتہٖ کبھی مضر اور غیر مفید نہیں ہوتا، امام غزالی احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں۔

"فا علم ان العلم لا يذّم لعينه" [۱۴]

جان لو کہ علم فی نفسہ مذموم نہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص۲۴۴، دارالمعرفۃ، بیروت۔

۲۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، ۲۰/۱

۳۔ بیضاوی، عبداللہ بن عمر، ۶/۱، مطبوعہ دیوبند

۴۔ جوہری، طنطاوی، تفسیر الجواہر ۵۲/۱، طبع ثانی، مصر، ۱۳۵۰ھ۔

۵۔ آلوسی، شہاب الدین، روح المعانی ۲۲۴/۱، مطبوعہ دیوبند۔

۶۔ سنن الترمذی، کتاب التعلیم، باب ما جاء فی فصل الفقه علی العباده.

۷۔ شرح نهج البلاغه لابن ابی الحدید جلد۱۲، ص۱۵۱، مطبع ابوالفضل۔

۸۔ الانعام:۳۸

۹۔ النحل:۸۹

۱۰۔ علی بن عبدالملک حسام الدین ابن قاضی خان، کنز العمال، حدیث ۱۱۳۸۶

۱۱۔ الصحیح للبخاری: باب ما اصاب النبی من الجراحیة یوم احملیا. مزید دیکھیے: شرح لعلامه الزرقانی علی المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیه، للعلامه القسطلانی، ج۲: ص۴۴۴-۴۴۵۔

۱۲۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجه: حدیث رقم ۳۴۴۳

۱۳۔ علی بن ابی بکر ابن سلیمان الہیثمی، مجمع الزوائد: ج۱، ص۳۲۷

۱۴۔ غزالی، احیاء علوم الدین: ۳۱/۱